تھی۔آخر میں حدیث کا درس مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے لیا۔مطالعۂ کتب اور تصنیف و تالیف کا خاص ذوق تھا۔خود اپنا بڑا کتب خانہ رکھتے تھے۔مرحوم کی تصنیفات کی تعداد اکیاسی ہے۔اس فہرست میں ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ سب کتابیں اور رسالے شامل ہیں۔یہ تصنیفات اکثر و بیشتر مذہبی مسائل، تاریخ و تذکرہ اور تصوف و معرفت سے متعلق ہیں اور عربی۔فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہیں۔علم ظاہر کے ساتھ صاحب باطن اور صاحبِ سلوک و طریقت بھی تھے۔معاشی اعتبار سے مرفہ الحال ہونے کے باوجود ورع و احتیاط ان کی زندگی کا طغرائے امتیاز تھا۔کیسے ہی سخت بیمار ہوں جب تک انگریزی دوا کے متعلق ان کو الکحل سے بالکل پاک و صاف ہونے کا یقین نہیں ہوتا تھا نہیں پیتے تھے۔پبلک زندگی سے ان کو نفرت تھی۔ایک گوشۂ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تصنیف و تالیف۔مطالعۂ کتب۔ارشاد و ہدایتِ باطنی اور افتاء کی خدمات انجام دیتے رہتے تھے۔آجکل پرانی وضع قطع کے پابند جو بزرگ نظر آتے ہیں ان کو غنیمت جاننا چاہیے۔کچھ عرصہ بعد آنکھیں اس وضع کو دیکھنے کیلئے ترسا ہی کرینگی۔افسوس کہ آنمرحوم نے ۱۴ر فروری ۱۹۴۲ء کو شام کے چار بجے ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔حق تعالیٰ مرحوم کو غریق بحرِ رحمت کرے اور مراتبِ اخروی بڑھائے۔آمین۔

اس سلسلہ میں ہمیں اپنے مخلص اور جوانمرگ دوست مولوی قاضی ظہور الحق صاحب کی یاد بھی آرہی ہے۔مرحوم نجیب آباد کے ایک قصبہ جلال آباد کے رئیس اعظم اور دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے خوب رو اور خوشخو تھے۔ندوۃ المصنفین سے دلی عقیدت و ارادت رکھتے تھے۔رئیس ہونے کے باوجود احکام مذہبی کے سخت پابند گویا صحیح معنیٰ میں جوان صالح تھے۔امور خیر و صلاح میں ہمیشہ سابقون اولون کی صف میں رہتے تھے۔پورے خاندان کے واحد مربی اور سرپرست تھے۔تندرستی لائق رشک تھی۔مگر چند ماہ سے پھیپھڑوں میں پانی اتر آیا تھا۔اسکا آپریشن کرایا گیا جو آخر کار گذشتہ ماہ قیدِ ہستی سے ہی نجات کا سبب بنا۔عمر ۲۴-۲۵ سال کے لگ بھگ تھی۔حق تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمت و مغفرت کے دامن میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔